پاکستان کسان مزدور تحریک

نیوز لیٹر

ایڈیٹوریل ٹیم : علی اکبر، راجہ مجیب، ظہور جوئیہ، ولی حیدر اور عذرا طلعت سعید

جولائی تا دسمبر 2015

جلد نمبر 5 شمارہ نمبر 2

رہزن ہوں گر رہنما۔۔۔

ملک کا سب سے زیادہ محنت کش طبقے کسان کے ساتھ ہر دور حکومت میں زیادتیاں ہوتی رہی ہیں۔ حکمرانوں نے کسان اور کسان آبادیوں کو ہمیشہ اپنے ذاتی اور سیاسی مفادات کے حصول کے لیے مختلف ترغیبات دے کر بیوقوف بنایا۔ موجودہ حکومت کا کسان پیکج بھی ایسا ہی ایک حربہ نظر آتا ہے۔ ان حالات میں کہ جب کسان پیداواری لاگت میں اضافے کی وجہ سے قرض کے دلدل میں دھنستے چلے جارہے ہیں، بینکوں سے قرض اور بیمہ اسکیم کے زریعے، کھاد، زرعی مشینری، شمسی آلات بنانے والی کمپنیوں کے مفادات کو کسان پیکج کے نام پر تحفظ دیا گیا جبکہ کسان کو صرف چاول اور کپاس کی فصل پر 5000 روپے فی ایکڑ امداد کسی صورت کسانوں کی محرومی اور ان کے نقصانات کا ازالہ نہیں ہوسکتی۔

کپاس کے کاشتکار جس کرب سے گزر رہے ہیں اس کا اندازہ بھی لگانا مشکل ہے۔ پاکستان کسان مزدور تحریک (پی کے ایم ٹی) گزشتہ کئی سالوں سے بی ٹی کپاس کی شدت سے مخالفت کرتی آرہی ہے جس نے کسانوں کو دربدر ہونے پر مجبور کردیا ہے۔ ملک میں کسانوں نے زیادہ پیداوار کی لالچ میں بی ٹی کپاس کا جینیاتی بیج کاشت کیا مگر زیادہ تر فصل بیماری سے تباہ ہوگئی دوسری طرف موسمی تبدیلی کے نتیجے میں ہونے والی شدید بارشوں نے بھی کسانوں کو برباد کردیا۔

عالمی تجارتی ادارے (ڈبلیو ٹی او) کی جانب سے دنیا کو آزاد منڈی کی بنیاد پر صنعتی زراعت کے زریعے مزید بھوک اور آلودہ ماحول میں دھکیلنے کی کوششیں ہنوز جاری ہیں جو خدمات کی تجارت کے معاہدے پر پیش رفت کررہے ہیں تاکہ اس شعبے میں آزاد تجارت کو مزید فروغ دیا جاسکے۔ منڈی میں اشیاء کی جلد ترسیل کے لیے انتظامی اور تجارتی اصلاحات کا عمل تیز کیا جارہا ہے جو پاکستان سمیت تیسری دنیا کے کسانوں کے لیے مزید مشکلات کا پیش خیمہ ہوسکتا ہے۔

دنیا بھر میں خصوصاً پاکستان جیسے زرعی ملک میں جہاں آدھی آبادی غذائی تحفظ سے محروم ہو، پچاس فیصد عورتیں خون کی کمی کا شکار ہوں اور بچوں کی بڑی تعداد غذائی کمی کی وجہ ہر سال موت کا شکار ہوتی ہو (تھر میں بچوں کی اموات اس کی ایک مثال ہے) وہاں خوراک کے عالمی دن کو بھوک کے عالمی دن کے طور پر منانے کا مقصد رائے عامہ کی توجہ بڑھتی ہوئی غذائی قلت اور بھوک کی طرف مبذول کروانا ہے۔ بھوک ، غذائی کمی، غربت کے خاتمے کیلیے ضروری ہے کہ اسے بااختیار بنایا جائے جو خوراک اگاتا ہے اسی راہ پر چل کر قومی خودمختاری کی منزل حاصل کی جاسکتی ہے۔

اس حالات میں کسانوں کا یکجا ہوکر بیٹھنا اور لائحہ عمل تشکیل دینا وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔ پی کے ایم ٹی ہر سال قومی اور صوبائی سطح پر اجلاس منعقد کرتی ہے جس میں ملک بھر کے کسان رنگ، نسل، زبان، مذہب اور علاقائی تعصب کے بغیر اپنے تجربات اور حالات پر تبادلہ خیال کرتے ہیں اور کسانوں کے لیے بہتر حکمت عملی پر سوچ بچار کرتے ہیں کیونکہ کسانوں کا ایک منظّم گروہ سوچ و بچار کے ساتھ اس سنگین صورتحال کا تجزیہ کرسکتا۔ پی کے ایم ٹی اس عمل پر کاربند ہے اور کسانوں کو منظّم کرکے جدوجہد اور مزاحمت کے راستے پر رواں دواں ہے۔

فہرست مضامین:

- وزیراعظم کا کسان پیکج
- پی کے ایم ٹی کا آٹھواں سالانہ اجلاس
- خیبر پختون خواہ میں پی کے ایم ٹی کا تیسرا صوبائی اجلاس
- بی ٹی کپاس کے کسان اور ملکی معیشت پر اثرات
- کاشتکاروں کے ساتھ ناانصافیاں
- شکارپور سندھ، 2015 میں بارش اور سیلاب کی تباہی کا احوال
- پریس ریلیز
- سیڈ بینک
- پی کے ایم ٹی کی ششماہی سرگرمیاں (جولائی تا دسمبر 2015)
- مرکزی رابطہ کار اور سیکرٹری پی کے ایم ٹی کا دورہ
- عوامی آگہی پروگرام برائے پائیدار زراعت
- دیہی عورتوں کا عالمی دن

پاکستان کسان مزدور تحریک نیوز لیٹر روٹس فار ایکوٹی (Roots for Equity) نے میزیریور کے تعاون سے شائع کیا ہے۔

سیکرٹریٹ: اے۔1، فرسٹ فلور، بلاک 2، گلشن اقبال، کراچی۔ فون، فیکس: 34813320 21 92+ فیکس: 34813321 21 92+ ای میل: roots@super.net.pk

وزیراعظم کا کسان پیکج

تجزیہ

وزیراعظم نواز شریف نے ستمبر 2015 میں کسانوں کے لیے امدادی پیکج کا اعلان کیا جس میں حکومت کی جانب سے 12.5 ایکڑ یا اس سے کم زمین رکھنے والے کسانوں کے لیے کھاد پر زرتلافی، زرعی ترقیاتی بینک کے ذریعے فراہم کیے جانے والے قرضوں میں اضافہ، شمسی توانائی سے چلنے والے ٹیوب ویل کی تنصیب کے لیے بلاسود قرضہ، مزید تین لاکھ کسانوں کو قرض کی فراہمی سمیت دیگر کئی اقدامات کا اعلان کیا جن میں قابل ذکر یہ ہیں۔

- کھاد پر 20 بلین روپے کی زرتلافی۔
- کسانوں کو بلاسود قرض کی فراہمی۔
- چاول اور کپاس کے 12.5 ایکڑ سے کم زمین رکھنے والے کسانوں کو 5,000 روپے فی ایکڑ نقد رقم کی فراہمی۔
- حلال گوشت کی پیداوار پر چار سال کے لیے انکم ٹیکس میں چھوٹ۔
- ٹیوب ویل کو فراہم کی جانے والی بجلی پر سات بلین روپے کی زرتلافی۔
- شمسی توانائی سے چلنے والے ٹیوب ویل کی تنصیب پر 14.5 بلین روپے کی زرتلافی۔
- مزید یہ کہ حکومت نے تازہ دودھ اور مرغبانی کے شعبے پر ود ہولڈنگ ٹیکس میں چھوٹ دے رکھی ہے جس میں ماہی گیری کو بھی شامل کردیا گیا ہے۔ اس اسکیم پر 15 بلین روپے خرچ ہونگے۔
- تجارتی اور مائیکرو فنانس بینکوں سے کسانوں کو ایک لاکھ روپے تک کے قرضے جاری کیے جائیں گے اور کسان کو فصل پر نقصان کی صورت میں آدھا نقصان حکومت برداشت کرے گی۔

وزیراعظم کے اعلان کردہ ''کسان پیکج'' کو مجموعی طور پر دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ کاروباری افراد، برآمدکنندگان، جاگیرداروں اور صنعتکاروں کو فائدہ پہنچانے کے لیے ہے نہ کہ کسانوں کو۔ پاکستان میں کسانوں کو حکومتی امداد کی نہیں بلکہ پیداواری وسائل پر ملکیت اور اختیار کی ضرورت ہے۔ ملک میں آدھے سے زیادہ کسان بے زمین ہیں یا بہت ہی چھوٹے رقبے پر کاشت کرکے اپنی غذائی ضروریات پوری کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایسی صورتحال میں کسانوں کو صرف اور صرف ان کی اپنی زمین ہی مدد فراہم کرسکتی ہے۔

یہ خیال بھی عام ہے کہ سندھ اور پنجاب میں بلدیاتی انتخابات سے پہلے وزیراعظم کی جانب سے کسان پیکج کا اعلان صرف اور صرف سیاسی فوائد حاصل کرنے کے لیے کیا گیا۔ پیکج میں گزشتہ دو سالوں میں اعلان کردہ منصوبوں کو یکجا کرکے ایک نئے نام سے جاری کردیا گیا۔ کسانوں کی ہمدردی میں بلند و بانگ دعوے کرنے والی حکومت نے انتہائی چالاکی کے ساتھ کسانوں کو بیوقوف بنانے کی کوشش کی ہے۔

کھاد پر بیس ارب روپے کی زرتلافی دینے کا اعلان گزشتہ بجٹ میں کیا جاچکا تھا جسے دوبارہ کسان پیکج میں شامل کیا گیا مذکورہ پیکج کے نافذ کرنے سے کچھ عرصہ قبل ہی کھاد کی کمپنیوں کو فراہم کی جانے والی گیس کے نرخ میں 35 فیصد اضافہ کردیا گیا جس سے فوری طور منڈی میں کھاد کی قیمت میں 200 سے 300 روپے فی بوری اضافہ ہوچکا تھا۔ اس کے بعد کھاد کی قیمت میں فی بوری 500 روپے کمی کی گئی جس کا کوئی خاطر خواہ فائدہ کسان نہیں اٹھاسکے البتہ اس منصوبے سے کھاد کمپنیوں کی چاندی ضرور ہوگئی جنہیں حکومت براہ راست 500 روپے فی بوری زرتلافی فراہم کرے گی کیونکہ ایسا کوئی پیمانہ نہیں دیا گیا تھا کہ حکومت ان کمپنیوں پر کس طرح نظر رکھے گی کہ آیا 500 روپے کم قیمت والی کھاد کسان تک پہنچی یا ذخیرہ کرلی گئی۔

کسان پیکج میں چاول اور کپاس کے کاشتکاروں کو 5,000 روپے فی ایکڑ نقد رقم کسی صورت کسانوں کے نقصانات کا ازالہ نہیں کرسکتی۔ کسان تنظیموں نے چاول اور کپاس کے کاشتکاروں کو ہونے والے نقصان کا اندازہ فی ایکٹر 30,000 روپے لگایا ہے۔ چاول کے کاشتکاروں کے نقصان کی بڑی وجہ منڈی میں چاول کی قیمت میں کمی اور مداخل پر آنے والی بے تحاشہ لاگت ہے جس کا ملکی کسان مقابلہ نہیں کر پارہے اور نقصان سے دوچار ہیں۔ اس کے علاوہ کپاس کی فصل خراب ہونے سے متاثر ہونے والے کسانوں نے مہنگا بی ٹی بیج کاشت کیا، چھڑکاؤ کیا، مہنگی کھاد ڈالی اور نتیجہ موسمی تبدیلیوں سے ہونے والی بارشوں کی نتیجے میں کپاس کی پیداوار انتہائی کم ہوئی۔ حکومت نے ملکی زراعت اور پیداوار کو منڈی سے جوڑ کر کسانوں کو زراعت چھوڑنے پر مجبور کیا ہے ایسے میں ان کسانوں کو معمولی نقد رقم فراہم کرنا عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے مترادف ہے۔

حلال گوشت کی پیداوار پر انکم ٹیکس کی چھوٹ براہ راست حلال گوشت برآمد کرنے والے صنعتی شعبے کو فائدہ دے گی حکومت کے اس اقدام سے مویشی پالنے والے کسانوں کو نہ تو سستا چارہ میسر آئے گا اور نہ ہی ان کے مویشیوں کی قیمت پر کوئی فرق پڑے گا یا ایسا کوئی طریقہ کار بھی حکومت کی جانب سے مقرر نہیں جو مویشی کی قیمت مقرر کرتا ہو۔

پاکستان میں کسانوں کی اکثریت بے زمین ہے یا چھوٹے رقبے کی مالک ہے۔ کسانوں کی بڑی آبادی زرعی شعبے میں شراکت پر کاشت کرنے یا مزدوری کرنے پر مجبور ہے۔ ملکی زرعی شعبے کی ترقی ان کھوکھلے منصوبوں سے کسی

صورت ممکن نہیں جس میں کسانوں کو بیج، کھاد، زرعی ادویات اور قرض میں جکڑ کر اس کے پیشے سے محروم ہونا پڑے۔ کسانوں کی ترقی اور خوشحالی کا واحد طریقہ یہ ہے کہ انہیں پیداواری وسائل فراہم کیے جائیں خصوصاً زمین کہ جس پر بڑے بڑے جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کا قبضہ ہے یا کم ازکم وہ سرکاری زمین جو غیرملکی کمپنیوں کو صنعتی زراعت (کارپوریٹ فارمنگ) کے نام پر دی جارہی ہے کسانوں میں بانٹ دی جائے۔ پاکستان کے کسان کا سب سے بڑا مسئلہ زمین ہے جس کی وجہ سے وہ یا تو بیروزگار ہے یا مزدوری کرنے پر مجبور ہے۔

پی کے ایم ٹی کا آٹھواں سالانہ اجلاس

رپورٹ

پاکستان کسان مزدور تحریک (پی کے ایم ٹی) کا آٹھواں سالانہ اجلاس سندھ کے ضلع گھوٹکی میں 8 نومبر، 2015 کو منعقد ہوا جس میں چاروں صوبوں سے چھوٹے، بے زمین کسانوں اور مزدوروں نے شرکت کی۔ میزبانی کے فرائض گھوٹکی کی ضلعی ممبر فاطمہ میتلو اور خیرپور کے ممبر امام دین نے ادا کیے۔ کانفرنس کا آغاز ضلع خیرپور کے تیار کردہ ''لوک تماشے'' سے کیا گیا جس میں صنعتی زراعت کی تباہ کاریوں کے علاوہ پیداوار کی لالچ میں خاندانی رشتوں کی ٹوٹ پھوٹ دکھائی گئی۔ لوک تماشہ کے تحت کسانوں کو یہ پیغام دیا گیا کہ پاکستان کسان مزدور تحریک کا اصل مقصد کسان کی کمائی زمین میں ہی رکھنا ہے۔ اس لیے تمام کسانوں کو متحد ہوکر یہ نعرہ لگانا چاہیے کہ ''اپنا بیج اگائیں گے کمپنیوں کو بھگائیں گے''۔

تعارفی کلمات سے پہلے پی کے ایم ٹی ضلع ساہیوال کے رابطہ کار محمد اسلم ڈھکو اور مانسہرہ کے ممبر چاچا عبدل الرشید کی وفات پر شرکاء کی طرف سے دو منٹ کی خاموشی اختیار کی گئی۔ تعارفی کلمات گھوٹکی کے ضلعی رابطہ کار علی گوہر اور قومی رابطہ کار راجہ مجیب نے ادا کیے۔ علی گوہر نے تینوں صوبوں سے آئے ممبران اور مقررین کو خوش آمدید کہا۔

قومی رابطہ کار راجہ مجیب کا اس موقع پر کہنا تھا کہ اس خوشی کو میں لفظوں میں بیان نہیں کرسکتا جو آج محسوس کررہا ہوں۔ پی کے ایم ٹی کا جو خواب تھا کہ اس تحریک کے سالانہ اجلاس کو گاؤں کی سطح پر منعقد کیا جائے وہ آج شرمندہ تعبیر ہوا ہے۔ اس اجلاس میں عوامی سطح پر عوامی طریقہ کار سے ضلعوں اور صوبوں سے آئے ممبران کی رہائش اور رہن سہن کا عوامی انتظام کیا گیا ہے۔ پی کے ایم ٹی کے اس بڑھتے قدم میں تمام ساتھیوں کو خوش آمدید کہتا ہوں۔

پاکستان میں انصاف کا فقدان اور عوامی صورتحال کے موضوع پر مہمان مقرر مصطفیٰ بلوچ نے بات کرتے ہوئے کہا کہ میں نے بہت کوشش کی کہ کتابوں میں، اپنے ملک کے آئین میں، عالمی معاہدوں اور پاکستان کے قوانین میں انصاف کو تلاش کرسکوں۔ ان سب کے ایک ایک صفحے پر پاکستان میں بھرپور انصاف موجود تھا۔ میں حیران تھا کہ پاکستان کے آئین کے آرٹیکل 8 سے لے کر 28 تک، اسکے قوانین اور عالمی معاہدے انصاف کی بات تو کررہے ہیں پر مجھے انصاف دیکھنے کو نہیں ملا اگر ملا تو حیدر بخش جتوئی کی کسانوں کی جدوجہد میں، سائیں جی ایم سید کی تحریروں میں، شاہ عنایت کی شہادت میں، اس دھرتی پر بٹائی کے لیے لڑنے والی بختاور شہید کے جنازے پر اور سندھ کے مظلوم عوام کے پاس۔

حیدرآباد کے ایک گاؤں میں عورتوں کو منظّم کرنے کے حوالے سے میں کام کررہا تھا اس دوران وہاں 60 سالہ عورت کا کہنا تھا کہ ہمارے گاؤں کے دو حصے ہیں۔ ایک حصے پر جاگیردار رہتے ہیں اور دوسرے حصے میں ہم کسان رہتے ہیں۔ اوپر کے حصے کا سارا گندہ پانی ہمارے پاس آتا ہے اور اس پانی کو نکالنے کا ہمارے پاس راستہ نہیں۔ وہاں کے مردوں کا جب دل چاہتا ہے ہمارے گھروں میں بیٹیوں اور بہوؤں کی موجودگی میں آجاتے ہیں۔ جب ہم ان کے گھروں میں جاتے ہیں تو ہمیں اپنا نام بتا کر اندر جانے کے لیے اجازت لینی پڑتی ہے۔ ہم ان ہی کے کہنے پر ووٹ کا ٹھپہ لگاتے ہیں۔

مجھے اصل غربت گھوٹکی کے کسانوں نے سمجھائی۔ مثال کے طور پر یہاں کے لوگوں سے جب میں نے سوال کیا کہ ہم غریب کیوں ہیں؟ ایک آدمی کا کہنا تھا کہ میں اس لیے غریب ہوں کہ مہر ہوں۔ میرے سوال پر کہ مہر ہونے سے غربت کا کیا تعلق ہے؟ اس نے کہا اگر شکارپور میں مہر اور جتوئیوں کا جھگڑا ہوتا ہے تو میں یہاں گھوٹکی میں اپنے کھیت میں جاکر کام نہیں کرسکتا کیونکہ مجھ پر حملہ کیا جائے گا۔ یہ قبائلی دشمنی مجھے میرے کام سے روکتی ہے۔

زمین اور بیج قدرت کے تحفے ہیں۔ اس کا وہی حقدار ہے جو اس پر محنت کرتا ہے۔ ہمارے ملک میں حق اور سچ کی بات کرنے والا اپنی جان سے جاتا ہے۔ انصاف کے فقدان کی وجہ سے عوامی صورتحال انتہائی خراب ہے۔

ترقی کیا ہے؟ پائیدار ترقی کی ضرورت کیوں؟ کے موضوع پر بات کرتے ہوئے ڈاکٹر عذرا طلعت سعید نے کہا کہ میرے نزدیک دانشور وہ ہے جو عوام کے ساتھ کھڑا ہو۔ اسکی تحریریں عوام کے مسائل سے جڑی ہوں۔ وہ جب بولے ایسی زبان میں بولے جو ہر مزدور پر کسان اور بچہ بچہ سمجھ سکے۔

پچھلے تین سالوں میں پی کے ایم ٹی کے مختلف اجلاسوں میں پائیدار ترقی پر بات ہوتی رہی ہے۔ اس سال امریکہ کے شہر نیویارک میں اقوام متحدہ کے تحت ایک بہت بڑا اجلاس منعقد کیا گیا۔ اس اجلاس میں اگلے پندرہ سالوں کے لیے پائیدار ترقی کے حوالے سے گزشتہ تین سال سے جاری عمل سازی مکمل

ہوئی۔ اس اجلاس میں ہمارے درمیان موجود کتنے کسان بھائی اس ادارے کے نام سے واقف ہیں؟ اگر ہمارے کسانوں، مزدوروں، بچوں اور عورتوں کو اس ادارے کا علم ہی نہیں ہے تو یہ کس طرح کا ادارہ ہے جو ہماری نمائندگی کرتا ہے۔

ہماری سرکار نے اگلے پندرہ سالوں کے لیے فیصلہ سازی بڑے فخر سے کی ہے۔ اس فیصلہ سازی میں ہمارے عوام خصوصاً کسانوں کی رائے کو یکسر نظر انداز کیا گیا ہے۔ اگلے پندرہ سال کے لیے بتائے گئے لائحہ عمل میں صاف کہا گیا ہے کہ جب بڑے سرمایہ دار باہر سے سرمایہ لائیں گے تب جا کر قوم کی ترقی ممکن ہوسکے گی۔ کیا ہم باہر کے پیسے سے ترقی کرسکتے ہیں؟ ہم صرف اپنے زور بازو پر ترقی کرسکتے ہیں۔ بہت سے کسان بھائیوں کا کہنا ہے کہ وہ غذا ہی نہیں رہی کہ جس میں طاقت تھی۔

پہلے کسان اپنے ہاتھوں سے ہل بیل چلاتے تھے۔ ابھی ہمارے پاس وقت اور مزدور کا وہ تجربہ باقی ہے جس میں اسکی محنت اور سمجھ کا نچوڑ موجود ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم وقت اور اپنا ہنر کھوتے جارہے ہیں۔ ہماری عافیت اسی میں ہے کہ ہم سرکار اور سرمایہ دار کے بنائے ہوئے راستے کو رد کردیں۔ شمسی اور پانی کی توانائی بڑھانے اور دوددھ کی پیداوار کو بڑھانے جیسے منصوبے ہماری حکومتوں کی طرف سے نہیں بلکہ باہر کے ممالک سے لائے جارہے ہیں۔ لاکھوں روپے کے ٹیوب ویل خرید کر ہم کس کے سرمائے کو بڑھاتے ہیں؟ بڑے زمیندار کو ٹیوب ویل کی ضرورت ہوتی ہے جبکہ ہمارے کسان تو تھوڑے پانی سے بھی کاشت کرلیا کرتے تھے۔ اب بڑے بڑے ٹیوب ویل کے ذریعے پانی کے اخراج سے زیر زمین پانی کے ذخائر میں مسلسل کمی واقع ہورہی ہے۔

موسمی انصاف پائیدار ترقی کی ضمانت کے موضوع پر ولی حیدر نے کہا کہ پاکستان اور خاص طور پر سندھ دھرتی کے رہنے والے سیلاب اور زلزلوں کی تباہ کاریوں سے اچھی طرح واقف ہیں۔ 2005 میں آنے والے بڑے زلزے سے کشمیر، بالاکوٹ اور کے پی کے، کے دیگر پہاڑی علاقوں سمیت ملک کے تمام صوبوں کے غریب لوگوں متاثر ہوئے۔ اس زلزے کے نتیجے میں بڑی تعداد میں مزدور اور کسان بے گھر ہوئے پھر 2010 میں سیلاب آیا جسے سپر فلڈ کا نام دیا گیا۔ اس سیلاب سے بھی پورے ملک میں بڑے پیمانے پر لوگ بے گھر ہوئے اور انہیں اپنے مال و مویشی اور کھیت کھلیانوں سے ہاتھ دھونا پڑا۔ سیلاب کے بعد چھ ماہ تک لوگ فصل کاشت کرنے کے قابل نہیں رہے جبکہ جاگیردار اور سرمایہ دار طبقے نے اس سے فائدہ اٹھایا۔ اگر جاگیردار اور وڈیرے اپنی زمین کو بچانے کے لیے بند تڑوا کر غریبوں کی زمینوں کو تباہ کرواتا ہے تو اسے اللہ کا عذاب نہیں جاگیرداروں کا عذاب کہنا چاہیے۔ ہمارے جاگیرداروں اور سرمایہ داروں نے پہاڑ کاٹ کاٹ کر مٹی کے ڈھیر بنادیے ہیں۔ درختوں کی کٹائی سے ہمارے پہاڑوں کو خالی کردیا گیا۔ منافع کی لالچ میں سرمایہ دار طبقے نے ہر چیز کو بیچنا شروع کردیا۔ پانی، درخت سب کچھ بیچا جارہا ہے۔ سب کچھ بیچ دینے سے کیا ہمارے ملک کے لوگوں کی حالت بدلے گی؟

جب تک ہم متحد نہیں ہونگے، تنظیم سازی کو یقینی نہیں بنائیں گے اس وقت تک حق حاصل نہیں کیا جاسکتا۔ ہمیں اپنے دشمن کو پہچاننا ہے۔ جدید زراعت نے ہمیں بھوک افلاس اور ماحول کی تباہی دی ہے۔ اس سے ہماری آنے والی نسلوں کی تباہی ہے۔ ہمیں اس ملک کی خوراک کو محفوظ کرنا ہے۔ جب تک ہم اپنی خود مختاری کی بنیادوں پر زراعت نہیں کریں گے نہ ہم خود مختار ہونگے نہ ہمارا ملک خود مختار ہوگا۔

خیبر پختون خواہ میں پی کے ایم ٹی کا تیسرا صوبائی اجلاس

رپورٹ

''پائیدار ترقی کی ضمانت، پائیدار زراعت'' کے عنوان سے 15 اکتوبر، 2015 کو ہری پور میں تیسرا صوبائی اجلاس منعقد ہوا۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض پی کے ایم ٹی ضلع ہری پور کے ممبر رحم نواز نے ادا کیے۔

ضلع دیر سے تعلق رکھنے والے پی کے ایم ٹی کے ساتھی الطاف حسین نے پائیدار زراعت پر بات کرتے ہوئے کہا کہ اب ہمارے پاس کسی سبزی کا بیج نہیں ہے صرف چند غذائی فصلوں کے بیج بچے ہیں۔ ہمیں اپنا بیج محفوظ کرنا ہوگا اگر ایسا نہ کیا تو ہم کمپنیوں کے غلام بن جائیں گے۔ دنیا میں جتنی بھی جنگیں ہوئی ہیں وہ مفاد کے لیے ہوئی ہیں۔ دنیا میں 25 فیصد لوگوں کے پاس 75 فیصد وسائل ہیں اور 75 فیصد لوگوں کے پاس 25 فیصد وسائل ہیں۔ اب ایسی پالیسیاں بنائی جارہی ہیں تا کہ یہ 25 فیصد وسائل بھی ان ہی کے قبضے میں چلے جائیں۔

اگر ہم اپنی آنے والی نسلوں کو غلامی سے بچانا چاہتے ہیں تو ہمیں ایک ہونا پڑے گا۔ پی کے ایم ٹی کو مضبوط کرنا ہوگا پھر اپنے وسائل کے حصول کے لیے لڑنا پڑے گا تب کامیابی ہوگی۔

کے پی کے صوبائی رابطہ کار طارق محمود نے پی کے ایم ٹی مانسہرہ کے بزرگ ساتھی چاچا عبدل الرشید اور پی کے ایم ٹی ساہیوال کے ضلعی رابطہ کار محمد اسلم ڈھکو کی وفات پر تعزیتی کلمات ادا کیے۔

طارق محمود نے اپنے صوبے کی کارکردگی بیان کرتے ہوئے کہا کہ صوبائی رپورٹ پیش کرنے سے پہلے میں اپنی تحریک کے بارے میں بتانا چاہتا ہوں کہ یہ کیا کام کرتی ہے اور اس کا نظریہ کیا ہے۔ انھوں نے کہا کہ ہماری آبادی کا سب سے بڑا حصہ کسان ہیں اور سب سے زیادہ مشکلات بھی کسان کو ہی ہیں۔ کسان اپنی مشکلات کے حل کے لیے اس تحریک میں اپنی آواز بلند کرسکتا ہے۔ اس تحریک کے ممبران بے زمین کسان اور مزدور ہیں۔ پی کے ایم ٹی پائیدار زراعت کی بات کرتی آئی ہے، ہم خوراک کی خود مختاری کی بات کرتے ہیں، ہم زمین کی منصفانہ اور مساویانہ تقسیم کی بات کرتے ہیں، ہم موسمی انصاف کی بات کرتے ہیں، ہم کسان عورتوں کے مسائل کی بات کرتے ہیں۔

ہمارا ایمان ہے کہ بیج کسان کا ہے اور اس پر صرف کسان کا ہی حق ہے کسی کمپنی کا اس پر کوئی حق نہیں۔ ہمارا مقصد سارے کسانوں کے مسائل کو اجاگر کرنا اور ان کے حل کے لیے کسانوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنا ہے۔ پائیدار زراعت کے بغیر پائیدار ترقی ممکن نہیں۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ بڑے بڑے پلوں اور عمارتوں سے ترقی ہوگی مگر ہماری نظر میں ایسا نہیں ہے۔ ہماری حکومت ایسا قانون بنارہی ہے۔ جس کے تحت بیج کا لین دین صرف کمپنیاں کریں ہم اس قانون کو نہیں مانتے ہم نے اس قانون کے خلاف احتجاج کیا ہے اور مزید کریں گے۔

ضلعی رابطہ کار مانسہرہ محمد بشیر نے اپنے ضلع میں پی کے ایم ٹی کے کام کے حوالے سے بات کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے ضلع میں اب بہتر کام چل رہا ہے جس میں چاچا عبدل الرشید کا بہت اہم کردار تھا۔ اسی طرح پی کے ایم ٹی کے ضلعی رابطہ کاروں نے سال بھر کی سرگرمیوں کا حال شرکاء کے سامنے پیش کیا۔

ضلع پشاور سے لال جان نے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ سرمایہ دار اور جاگیردار ظالم ہیں۔ کسان ظالم نہیں ہے کسان نے کسی کے حق پر ڈاکہ نہیں ڈالا جبکہ جاگیردار اور سرمایہ دار نے کسان کے حق پر ڈاکہ ڈالا ہے۔ ہمارے حکمران باہر سے قرضہ لیتے ہیں اور خود عیاشی کرتے ہیں جبکہ اس کا بوجھ ہم پر پڑتا ہے، اگر ہم ایک ہو جائیں تو ان ظالموں کا مقابلہ کرسکتے ہیں جیسے کہ ہشت نگر میں کسانوں نے اپنا حق لیا۔

پی کے ایم ٹی کے سیکریٹری ولی حیدر نے موسمی بحران اور پائیدار ترقی پر بات کرتے ہوئے کہا کہ پائیدار ترقی کی بات کہاں سے شروع ہوئی؟ یہ موسمی بحران سے شروع ہوئی، موسم بدل رہا ہے۔ گرمی کے موسم میں سردی ہورہی ہے اور سردی کے موسم میں گرمی ہورہی ہے، کبھی زیادہ بارش ہو جاتی ہے کبھی خشک سالی ہوجاتی ہے، زیادہ سیلاب اور زیادہ زلزلے آنے لگے ہیں۔ دنیا کا درجہ حرارت بڑھ رہا ہے، گلیشئر (برف کے پہاڑ) پگھل رہے ہیں جس کی وجہ سے سیلاب زیادہ آنے لگے ہیں۔ یہ قدرت کی وجہ سے نہیں ہورہا، ایسا انسان کی حرکتوں کی وجہ سے ہورہا ہے۔ اس صورت حال کا سب سے زیادہ نقصان کسان اور مزدور کا ہوتا ہے جاگیردار اور سرمایہ دار کا نہیں ہوتا۔ ماحول کو خراب سرمایہ دار کررہے ہیں کیوں کے ان کے کارخانے ہیں ان کے پاس گاڑیاں ہیں جو ڈیزل، گیس، کوئلہ سے چلتی ہیں جس کی وجہ سے فضا میں بڑی مقدار میں دھواں پھیل رہا ہے اور ماحول آلودہ ہورہا ہے جس سے بیماریاں بھی بڑھ رہی ہیں۔

بیج، زمین جب تک کسان کے پاس نہیں ہوگی اس وقت تک پائیدار ترقی نہیں ہوگی۔ حکومت کا کام ہے وہ کسانوں کے مفاد کے لیے قانون سازی کرے نہ کہ بین الاقوامی کمپنیوں کے فائدے کے لیے۔ بیج کا قانون لاکھوں انسانوں کے حق پر ڈاکہ ہے اس سے زراعت کو کوئی فائدہ نہیں ہوگا صرف کمپنیوں کے منافع میں اضافہ ہوگا۔

پی کے ایم ٹی کے مرکزی رابطہ کار راجہ مجیب نے کہا کہ پاکستان میں دنیا کا سب سے بڑا نہری نظام ہے جس کو ہم سنبھال نہ سکے اور وہ اب خراب ہے جس کی وجہ سے نقصان ہورہا ہے پانی کے بغیر نہ انسان زندہ رہ سکتا ہے نہ کھیتی ہوسکتی ہے اس وقت ملک میں 154 ملین ایکڑ فٹ پانی موجود ہے مگر زمین تک 105 ملین ایکڑ فٹ پانی پہنچتا ہے باقی پانی ضائع ہو جاتا ہے۔ ماہرین کا خیال ہے 2025 تک پانی کی طلب 274 ملین ایکڑ فٹ ہو جائے گی

تو شدید قلت ہو جائے گی۔ ماہرین کا خیال ہے کہ 2050 میں پانی کے مسئلہ پر لڑائی ہوگی۔

ہمیں پائیدار زراعت کے تحت ایسی فصلوں کو فروغ دینا ہے جس میں پانی کم درکار ہو نہ کہ ہائبرڈ بیج کو جس میں پانی کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ موسمی بحران صنعتی انقلاب کی وجہ سے پیدا ہو رہا ہے، سمندر آلودہ ہو رہا ہے، سمندر تک میٹھا پانی کم پہنچنے کی وجہ سے سمندر آگے بڑھ رہا ہے۔ اگر ہم نے کچھ نہ کیا تو ہمارے لیے بہت مشکل ہو جائے گی ہم مصیبت میں پھنس جائیں گے پھر اس سے نکلنا مشکل ہو جائے گا۔

ضلع ہری پور کے رابطہ کار فیاض احمد نے زمینی قبضہ پر بات کرتے ہوئے کہا کہ ہری پور میں 3,400 کنال اراضی پر چائنا زون کے لیے سرحد ڈیولپمنٹ اتھارٹی نے قبضہ کیا مگر اب تک اس زمین پر کوئی کارخانہ نہیں لگا۔ خدشہ ہے کہ یہ زمین کئی ٹکڑوں میں تقسیم کر کے مہنگے داموں بیچی جائے گی۔ یہ زمین جو چند ہزار روپے فی کنال لی گئی تھی اب کروڑوں روپے فی کنال میں بیچی جائے گی۔ کسانوں کو اتنا کم معاوضہ دیا گیا کہ وہ اپنے رہنے کا کوئی دوسرا بندوبست تک نہ کر سکے۔ ان لوگوں کی معاشی حالت بہت خراب ہے خاص کر جو لوگ اس زمین پر ہاری تھے ان کے ہاتھ تو کچھ بھی نہیں آیا۔

بی ٹی کپاس کے کسان اور ملکی معیشت پر اثرات

تحریر: محمد اسلم چوہدری

بی ٹی کپاس ایک جینیاتی فصل ہے جس کا حصول صرف منڈی سے ہی ممکن ہے۔ اس کے اخراجات زیادہ اور آمدن کم ہے اس کے علاوہ صحت کو بھی متاثر کرتی ہے۔ اس فصل پر چنائی کرنے والی عورتوں کو چھاتی کے کینسر کے علاوہ سانس کے امراض لاحق ہو جاتے ہیں۔ اس فصل کو زیادہ پانی کی ضرورت ہوتی ہے جو بدلتے موسمی حالات کا سامنا بھی نہیں کر پاتی۔ اس کے علاوہ اسے بہت زیادہ کھاد کی بھی ضرورت ہوتی ہے جس کی وجہ سے اس فصل پر اخراجات بہت بڑھ جاتے ہیں۔

اوپر بیان کی گئی باتوں کے عملی مشاہدہ کے لیے اس سال 2015 میں میں نے خود بی ٹی کپاس کی چار مختلف قسمیں کاشت کیں جن میں 892, 142 لالہ زار اور BS52 شامل تھیں۔ شروع شروع میں فصل بہت اچھی دکھائی دیتی تھی۔ پودوں کی صحت، قد اور رنگ کے علاوہ پھل کی مقدار کو بھی بہت اچھا محسوس کیا گیا لیکن جیسے ہی مئی، جون میں گرمی کی شدت بڑھنے لگی اور سفید مکھی کا حملہ ہوا تو کپاس کی فصل پر برے اثرات ظاہر ہونا شروع ہو گئے۔ دیکھتے ہی دیکھتے کپاس کے کھیت ایک ہفتے کے اندر اس طرح ہو گئے جیسے کسی نے ان کو آگ لگا کر جلا دیا ہو۔ اس حالت پر قابو پانے کے لیے بہت کوشش کی گئی۔ ہماری اس مشکل سے کمپنیوں نے خوب استفادہ حاصل کیا اور ہم نے بہت مہنگی مہنگی دواؤں کا اسپرے کیا لیکن کوئی بھی حربہ کام نہ آیا اور ہم ایک ایسی فصل سے ہاتھ دھو بیٹھے جس کا ہماری معیشت میں بہت اہم کردار ہے۔ کیونکہ یہ فصل ایک چھوٹے زمیندار سے لے کر بڑے سے بڑے سرمایہ دار کو بھی فائدہ پہنچاتی ہے۔

چھوٹے چھوٹے زمیندار سے لے کر مزدور، دکاندار اور سرمایہ دار تک اس پر انحصار کرتے ہیں۔ ہمارا کسان آج کل بہت زیادہ خسارے میں جا رہا ہے جس کا حکومت کو کوئی احساس نہیں۔ امیر امیر تر ہوتا جا رہا ہے اور غریب غریب تر۔ کسان کو لینے کے دینے پڑ رہے ہیں جب کسان کو بیج، ڈیزل، کھاد اور زہریلی ادویات کی ضرورت ہوتی ہے تو ان کی قیمتیں آسمان کو چھونے لگتی ہیں اور جب فصل پک کر تیار ہو جاتی ہے تو کسان کی فصل کم قیمت پر بھی خریدنے کے لیے کوئی تیار نہیں ہوتا حتیٰ کہ ہماری حکومت بھی اس کے سدباب کے لیے کوئی اقدام نہیں کرتی ہے۔ آخر کار تنگ آ کر ہمارا کسان ننگے پاؤں اور بھوکے پیٹ سڑک پر نکل آیا۔ سڑکوں پر احتجاج کرتا رہا لیکن دس دن تک ان کی کسی نے نہ سنی اور جب حکومت پنجاب اور حکومت پاکستان نے کسانوں کی تعداد دن بدن بڑھتے دیکھی تو آخر کار مزاکرات کے لیے تیار ہو گئی اور کسان پیکج کا اعلان کیا جس میں 5,000 روپے فی ایکڑ نقد اور 500 روپے فی بوری کھاد سستی کرنے کا اعلان کیا جس پر ایک مہینہ گزر جانے کے باوجود بھی عمل نہیں ہو سکا۔ کیونکہ یہ اعلان صرف بلدیاتی انتخابات میں دکھاوے کے لیے تھا۔ ہمیں اپنی حالت کو بدلنا ہے تو نظام کو بدلنا ہوگا، ہمیں اپنے ملک کو بدلنا ہوگا۔ بقول شاعر

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو خیال جس کو آپ اپنی حالت بدلنے کا

اس حوالے سے علامہ اقبال کا ایک اور شعر عرض کرتا ہوں

اگر کوئی ہو قابل تو ہم شان کئی دیتے ہیں
ڈھونڈنے والوں کو ایک دنیا بھی نئی دیتے ہیں

کاشتکاروں کے ساتھ ناانصافیاں

تحریر: چاچا سلیمان

زمیندار اپنے ہاریوں کو حساب کتاب میں الجھا کر اپنا مقروض بنا کر پشت در پشت نہ صرف اپنا غلام رکھتا ہے بلکہ ان کی عزتوں کو بھی پامال کرتا ہے۔ کسانوں سے بیج اور کھاد پر سود لیتا ہے تاکہ وہ ہمیشہ مقروض رہیں۔

کپاس کے بیج میں بھی یہی ہوتا ہے بازار کا بیج مہنگا ہوتا ہے جبکہ ہمارا اصلی روایتی بیج جسے ہم برسوں سے کاشت کرتے آ رہے ہیں۔ شروع سے ہی ہماری پیداوار اچھی ہوتی ہے یہ روایتی بیج 70 سے 80 من فی ایکڑ پیداوار دیتے ہیں جبکہ بازار میں دستیاب کمپنیوں کے بیج 40 سے 50 من فی ایکڑ پیداوار دیتے ہیں۔

شکارپور سندھ، 2015 میں بارش اور سیلاب کی تباہی کا احوال

تحریر: عامر ممتاز

صوبہ سندھ کے ضلع شکارپور کے گاؤں ڈینگڑو، مرچ بڑانی جو سکھر بیراج کے قریب واقع ہیں، ایک اندازے کے مطابق تین سے چار ہزار ایکڑ گندم کی تیار فصل برسات اور ژالہ باری سے مکمل طور پر تباہ ہوگئی۔

گاؤں ڈینگڑو کے رہائشی اور پاکستان کسان مزدور تحریک (پی کے ایم ٹی) ضلع شکارپور کے کور گروپ ممبر کے مطابق، یہاں پر جب گندم کی فصل مکمل طور پر تیار ہو گئی تو مون سون کی بارش شروع ہو گئی تھی اور اس بارش کے ساتھ ساتھ ژالہ باری بھی ہوئی جس کی وجہ سے گندم کی تیار فصل تباہ ہوگئی۔

ایک اور گاؤں کے کسان مولا بخش کے مطابق ہمارے گاؤں میں تقریباً چار ہزار ایکڑ زمین ہے جس پر گندم کی فصل تھی وہ بھی بارش اور ژالہ باری کی وجہ سے مکمل تباہ ہوگئی۔

گاؤں مرچ بڑانی کے کسانوں مطابق ایک ہزار ایکڑ زمین پر سب کسانوں نے ایک ہی فصل (گندم) بوئی تھی جو بارش کی وجہ سے ختم ہوگئی اور ہم تباہ ہو گئے۔ وہاں سے ایک بات یہ بھی سامنے آئی کہ بارش کی وجہ سے نہ صرف کھڑی اور تیار فصلوں کو نقصان پہنچا بلکہ درختوں کو بھی بہت نقصان ہوا ہے، ژالہ باری کی وجہ سے درختوں کے پتے سمیت ان کی شاخیں بھی ختم ہوگئی۔ ایک کسان کا کہنا تھا کہ اس گاؤں میں اس کی 25 ایکڑ زمین ہے جس میں منڈی سے خریدا ہوا بیج انقلاب (ہائبرڈ) لگایا تھا جس میں ڈی اے پی اور یوریا کے ساتھ ساتھ مختلف طرح کی محنت مزدوری اور اسپرے بھی کیے جس پر 500,000 روپے خرچ آیا مگر بارش اور ژالہ باری سے اسے نقصان بھگتنا پڑا۔

گاؤں کے کسانوں کے مطابق یہاں 4,000 ایکڑ زمین پر بوئی ہوئی گندم کا خرچہ تقریباً 48 لاکھ روپے تھا۔ اس طرح 2014-15 کی دونوں فصلوں کا کل خرچہ 80 لاکھ روپے بنتا ہے۔

بھوک کا عالمی دن (پریس ریلیز)

16 اکتوبر، 2015

اقوام متحدہ کا عالمی ادارہ برائے خوراک و زراعت (ایف اے او) گزشتہ 70 سال سے 16 اکتوبر کو بھوک کا عالمی دن ''خوراک کا عالمی دن'' منا رہا ہے۔ اس سال خوراک کے عالمی دن کے حوالے سے ایف اے او کا نعرہ ''زراعت اور سماجی تحفظ'' ہے۔ پاکستان کسان مزدور تحریک اور روٹس فار ایکوٹی دنیا کی دیگر کسان تحریکوں اور تنظیموں ایشین پیزنٹ کولیشن (اے پی سی) اور پیسٹی سائیڈ ایکشن نیٹ ورک (پین اے پی) کی طرح خوراک کے عالمی دن کو ہر سال ''بھوک کے عالمی دن'' کے طور پر مناتی ہے۔ آج بھی پاکستان میں 60 فیصد آبادی کو غذائی تحفظ حاصل نہیں ہے جبکہ 50 فیصد عورتیں خون کی کمی کا شکار ہیں۔ پاکستان میں پانچ سال سے کم عمر 35 فیصد بچوں کی اموات کی وجہ غذائی کمی ہے اور پانچ سال سے کم عمر بچوں کی آدھی تعداد نشو و نما کی کمی کا شکار ہے۔

پی کے ایم ٹی نے بھوک کے عالمی دن کی مناسبت سے سکھر پریس کلب اور ٹی ایم اے ہال، ہری پور کے سامنے ایک مظاہرے کا اہتمام کیا۔ مظاہرے سے خطاب کرتے ہوئے پی کے ایم ٹی کے رہنماؤں نے کہا کہ پاکستان جیسے زرعی ملک میں یہ حقیقت تلخ ہے کہ خوراک پیدا کرنے والے کسان ہی بھوک کا شکار ہیں کیونکہ ملک میں 70 فیصد سے زیادہ کسان بے زمین ہیں اور کھیت مزدوری کرنے پر مجبور ہیں۔ کسانوں کے پاس زمین کا نہ ہونا اور ان کے بڑھتے ہوئے استحصال اور بھوک کی وجہ ملک میں جاگیرداری اور عالمگیریت کی سرمایہ دارانہ پالیسیاں ہیں جس میں زرعی زمینوں پر سرکاری سرپرستی میں قبضہ اور کارپوریٹ فارمنگ کا فروغ جاری ہے۔

پاکستان میں جاری بھوک اور غذائی عدم تحفظ میں اضافے کی

وجوہات میں موسمی تبدیلیاں بھی شامل ہیں۔ سرمایہ دار ممالک کے جدید صنعتی طریقہ پیداوار کی بدولت دنیا بھر میں ہونے والی موسمی تبدیلوں سے شدید متاثر ہونے والے ممالک میں پاکستان بھی شامل ہے۔ گزشتہ کئی سالوں سے ملک میں تقریباً ہر سال آنے والے سیلاب کسانوں کو فصلوں کی تباہی اور مویشیوں کی ہلاکت جیسے شدید معاشی نقصانات سے دوچار کررہے ہیں۔ موسمی تبدیلیوں کے نتیجے میں ہی تھرپارکر میں جاری خشک سالی سے سینکڑوں بچے جاں بحق ہوئے اور تقریباً چالیس فیصد آبادی کو خوراک اور روزگار کی تلاش میں بیراجی علاقوں میں نقل مکانی کرنی پڑی۔ تھرپارکر میں جاری اس بھیانک خشک سالی سے تقریباً 10,000 مویشی ہلاک ہوچکے ہیں۔

پاکستان میں اشرافیہ کی حکومت بین الاقوامی اداروں، حکومتوں اور کارپوریشنز کے ساتھ مل کر نیولبرل پالیسوں کے ذریعے زرعی شعبے میں ملکی اور غیر ملکی سرمایہ کاری کو فروغ دے رہی ہے۔ ملک میں ملٹی نیشنل زرعی کمپنیوں کے مفادات کے تحفظ کے لیے کارپوریٹ زراعت کے فروغ اور جینیاتی بیج متعارف کروانے کے لیے بیج کا ترمیمی بل 2015 منظور کرلیا گیا ہے۔ بیج کے اس کالے قانون کی منظوری سے کسان اپنے بیج کے حق سے ہی محروم ہوجائیں گے تو کس طرح ملکی غذائی ضرورت پوری کرسکیں گے۔ حکومتی پالیسوں نے زراعت میں جدت کے نام پر خوراک اگانے والے چھوٹے اور بے زمین کسانوں کو ملکی اور غیر ملکی بیج، کھاد اور ادویات بنانے والی کمپنیوں کے رحم وکرم پر چھوڑ دیا ہے۔ کسان پیداواری لاگت میں اضافے اور فصلوں کی قیمت میں کمی وجہ سے شدید مالی خسارے کا شکار ہیں اور زراعت چھوڑ کر نقل مکانی اور مزدوری کرنے پر مجبور ہورہے ہیں۔

دنیا بھر میں فصلوں سے ماحول دوست ایندھن (ایگرو فیول) کے حصول کے لیے زرعی زمینوں کے استعمال کے بڑھتے ہوئے رجحان کا پاکستان بھی شکار نظر آتا ہے۔ سرمایہ دار ممالک اور ان کی کمپنیوں کے مفادات کے تحفظ کی خاطر ملک میں ماحول دوست ایندھن کی پیداوار کے لیے گنا اور مکئی جیسی فصلوں کو فروغ دینا، بڑے بڑے زمینی رقبوں پر تجارتی اور ہوائی توانائی (ونڈ انرجی) جیسے منصوبوں کی تعمیر ملک میں غذائی فصلوں کے زیر کاشت رقبے میں کمی اور غذائی عدم تحفظ میں اضافے کا سبب بن رہی ہے۔ اس طرح کی عوام دشمن خصوصاً کسان دشمن پالیسیاں ہرگز ملک سے بھوک ختم نہیں کرسکتی ماسوائے اس میں اضافے کے۔

پاکستان کسان مزدور تحریک اور روٹس فار ایکوٹی مطالبہ کرتی ہے کہ جاگیرداری اور کارپوریٹ فارمنگ کا خاتمہ کرکے زمینیں بے زمین کسانوں میں منصفانہ اور مساویانہ طور پر تقسیم کی جائیں۔ غذائی خودمختاری کے لیے زراعت سے بین الاقوامی کمپنیوں کا کردار ختم کرکے کسانوں کو بیج بونے، محفوظ کرنے اور تبادلہ کرنے کا حق دیا جائے اور جدید صنعتی زراعت کے فروغ کہ بجائے قدرتی اور پائیدار زراعت کو فروغ دیا جائے۔

دیہی عورتوں کا عالمی دن (پریس ریلیز)

پائیدار زراعت اور دیہی عورت

15 اکتوبر، 2015

دنیا بھر کی طرح پاکستان میں بھی 15 اکتوبر کو ''دیہی عورتوں کا عالمی دن'' منایا گیا۔ 2008 سے یہ دن ہر سال دیہی عورتوں کی زراعت اور دیہی ترقی میں شمولیت اور ان کے اہم کردار کے اعتراف میں منایا جاتا ہے۔

پاکستان کسان مزدور تحریک (پی کے ایم ٹی) اور روٹس فار ایکوٹی نے پیسٹی سائیڈ ایکشن نیٹ ورک (پین اے پی) کے ساتھ مل کر دیہی عورتوں کے عالمی دن کی مناسبت سے ضلع ٹنڈو محمد خان، سندھ میں ''پائیدار زراعت اور دیہی عورت'' کے عنوان سے ایک جلسے کا اہتمام کیا جس میں عورتوں کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔ جلسے سے خطاب کرتے ہوئے پی کے ایم ٹی کی رکن سینت نے کہا کہ پائیدار زراعت کے لیے ضروری ہے کہ زمین کسان خصوصاً کسان عورتوں کی ملکیت ہو۔ اس وقت پورے ملک میں ایک فیصد زمین بھی عورتوں کی ملکیت میں نہیں، حالانکہ پاکستان میں دیہی عورتوں کی تقریباً نصف آبادی زرعی شعبے سے وابستہ ہے۔ عالمی سرمایہ دارانہ پالیسوں پر عمل پیرا حکومت بجائے اس کے کہ کم از کم سرکاری زمین بے زمین کسان مرد و عورتوں میں تقسیم کرے ملک بھر میں زمینوں پر بسنے والے کسان مزدورں کو بیدخل کررہی ہے اور سرکاری

زمین بڑی بڑی ملکی اور غیر ملکی کمپنیوں کو کارپوریٹ فارمنگ کے لیے دے رہی ہے۔ جب تک زمین جیسے اہم پیداواری ذرائع پر سے جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کا قبضہ ختم کرکے بے زمین کسان مرد وعورت میں منصفانہ اور مساویانہ طور پر زمین تقسیم نہ کی جائے، کسان کو بیج اور دیگر پیداواری وسائل پر اختیار نہ دیا جائے پائیدار زراعت ممکن نہیں۔

روٹس فار ایکوٹی کی ثناء شریف نے کہا کہ حکومت پاکستان کی جاری کردہ رپورٹ کے مطابق پاکستان میں زرعی شعبے میں کام کرنے والے مزدورں میں عورتوں کا تناسب 74 فیصد ہے۔ دیہی مزدور عورتیں شدید غربت اور استحصال کا شکار ہیں جنہیں چاول، گندم، کپاس اور دیگر فصلوں پر کام کی اجرت 100 روپے یومیہ بھی نہیں ملتی جبکہ ملک میں کسان مزدور عورتوں کی بہت بڑی تعداد کی محنت بلا معاوضہ ہی تصور کی جاتی ہے۔ دیہی عورتیں گھر میں کام کے دوران بھی صنفی امتیاز اور اکثر تشدد کا سامنا کرتی ہیں اور اگر ان عورتوں کا تعلق ہندو برادری یا دیگر اقلیتوں سے ہو تو انہیں مذہبی امتیاز کا بھی سامنا کرنا پڑتا ہے۔ دیہی عورتیں ان سخت حالات میں کھیتوں میں کمر توڑ محنت کرکے بھی اپنی اور اپنے خاندان کی غذائی ضروریات پوری کرنے سے قاصر ہیں۔

روٹس فار ایکوٹی کی رابعہ وسیم نے کہا کہ پاکستان میں کپڑے کی اربوں ڈالر کی صنعت کپاس چننے والی پانچ لاکھ مزدور عورتوں کے کاندھے پر کھڑی ہے جو شدید معاشی استحصال کا شکار ہیں۔ عورتوں خصوصاً دیہی عورتوں کو سماجی طور پر تعلیم، فیصلہ سازی، صنفی برابری جیسے حقوق حاصل نہیں ہیں۔ عورتوں کی ان حقوق سے محرومی ان کے بھرپور معاشی، سماجی اور سیاسی کردار میں رکاوٹ ہے۔ عورتوں کو اپنے حقوق حاصل کرنے کے لیے جدوجہد کرتے ہوئے اپنا سماجی اور سیاسی کردار ادا کرنا ہوگا اور اس استحصال کے خلاف منظّم ہوئے بغیر صنفی برابری ممکن نہیں۔

جلسے میں پی کے ایم ٹی اور روٹس فار ایکوٹی کی جانب سے دیہی عورتوں کے عالمی دن کے موقع پر مطالبہ کیا گیا کہ کارپوریٹ زراعت کے لیے زمینوں کی بندر بانٹ بند کرکے زمینیں کسانوں خصوصاً کسان عورتوں میں منصفانہ اور مساویانہ طور پر تقسیم کی جائیں، عورتوں کو سازگار اور مستقل روزگار فراہم کیا جائے اور ان پر ہونے والے ہر قسم کے تشدد کا خاتمہ کیا جائے۔

سرمایہ دار ممالک کا عالمی منڈی پر قبضے کا ایک اور حربہ (پریس ریلیز)

پاکستان کسان مزدور تحریک (پی کے ایم ٹی) اور روٹس فار ایکوٹی نے سکھر پریس کلب کے سامنے ڈبلیو ٹی او (عالمی تجارتی ادارہ) کے خلاف 15 دسمبر، 2015 کو ایک احتجاجی مظاہرے کا انعقاد کیا۔ اس مظاہرے کا مقصد رواں ماہ 18-15 دسمبر تک کینیا کے شہر نیروبی میں ہونے والے ڈبلیو ٹی او کے 10 ویں وزارتی اجلاس کے حوالے سے عوامی مزاحمت اور احتجاج کو اجاگر کرنا تھا۔

ڈبلیو ٹی او ایک بین الاقوامی ادارہ ہے جو عالمی تجارت کے لیے قوانین اور طریقہ کار وضع کرتا ہے۔ دنیا بھر میں اس ادارے کے بارے میں عوامی گروہوں کی رائے اچھی نہیں اور اسے ایک متنازع ادارے کے طور پر جانا جاتا ہے۔ ترقی پزیر ممالک اور عوام دوست گروہ خصوصاً کسان آبادیاں اس ادارے کو ایک جانبدار ادارہ سمجھتے ہیں کیونکہ اس کی پالیسیاں زیادہ تر امیر سرمایہ دار ممالک کے کاروبار اور مفاد کو بڑھاوا دینے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔

ڈبلیو ٹی او کا عالمی زرعی معاہدہ اور ذہنی ملکیت کا معاہدہ دنیا بھر کے، خصوصاً تیسری دنیا کے چھوٹے اور بے زمین کسانوں اور مزدوروں کے لیے زہر قاتل ہے۔ ڈبلیو ٹی او نے ہائبرڈ اور جینیاتی بیج، کیمیائی کھاد اور جان لیوا زہریلی کیڑے مار ادویات کی تجارت کو بڑھا کر بین الاقوامی کمپنیوں کے منافع میں بے حساب اضافہ کیا ہے جس سے کسان نا صرف اپنے روایتی بیجوں سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں بلکہ بین الاقوامی زرعی کمپنیوں کے محتاج بن کر قرض اور مہنگائی کی چکی میں پستے چلے جارہے ہیں۔ آج ہماری دیہی اور شہری مزدور آبادیاں مہنگائی کے سبب بھوک کا شکار ہیں۔ ڈبلیو ٹی او، آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کی نجکاری اور آزاد تجارت کی سنگین سامراجی پالیسیوں نے کسان اور مزدوروں کی بڑی تعداد کو بے روزگار کردیا ہے۔ انھی کی بنائی ہوئی پالیسیوں نے ہماری خوراک اور ماحول میں زہر گھول دیا ہے جس کے نتیجے میں ہونے والی موسمی تبدیلیوں کی وجہ سے آج چھوٹا اور بے زمین کسان سب سے زیادہ سیلاب اور دیگر آفات کی وجہ سے تباہی کا شکار ہے۔

2013 کے بالی وزارتی اجلاس میں امیر ممالک تجارتی سہولیات (Trade Facilitation) کو ایک شعبہ کے طور پر ڈبلیو ٹی او کے دائرہ کار میں

لانے میں کامیاب ہو گئے جس کے تحت تمام ممالک کو پابند کیا گیا کہ وہ اپنی سرحدوں پر ایسی تجارتی اور انتظامی اصلاحات کریں کہ جس کے نتیجے میں کسٹم کی رکاوٹوں کا خاتمہ ہو اور اشیاء کو جلد منڈی تک پہنچایا جاسکے۔ یہ معاہدہ اس وقت مکمل طور پر قابل عمل ہوگا جب ڈبلیو ٹی او کے دو تہائی ارکان اس کی تصدیق کریں گے۔ اطلاعات کے مطابق پاکستان نے اسی سال اکتوبر میں اس معاہدے کی توثیق کردی ہے۔ یاد رہے یہ معاہدہ صرف اور صرف سرمایہ دار ترقی یافتہ ممالک کی مصنوعات کی عالمی منڈی تک تیز رفتار پہنچ کو یقینی بناتا ہے جس سے تیسری دنیا کے ممالک کو کوئی خاص فائدہ نہیں۔

رواں سال وزارتی اجلاس کے حوالے سے جو خبریں موصول ہورہی ہیں اس کے مطابق امریکہ، یورپ اور اس کے ہمنوا ممالک عالمی منڈی پر قبضے کے لیے خفیہ بات چیت میں مصروف ہیں۔ وکی لیکس نے انکشاف کیا ہے کہ یہ ممالک ایک نئے تجارتی خدمات کے معاہدے (Trade in Service Agreement) پر پیش رفت کررہے ہیں جس کا مقصد دنیا بھر میں خدمات کے شعبے میں آزاد تجارت کو مزید فروغ دینا ہے۔ یقیناً اس عمل سے ترقی پزیر ممالک میں چھوٹے اور بے زمین کسانوں کے ساتھ ساتھ مزدوروں کا استحصال کئی گنا بڑھ جائے گا۔

پاکستان کسان مزدور تحریک ڈبلیو ٹی او کے وجود کو یکسر مسترد کرتے ہوئے اسے دنیا بھر کے کسانوں بالخصوص تیسری دنیا کے ممالک میں کسانوں کے روزگار کی تباہی اور ان کی خودکشیوں کی ذمہ دار ٹھہراتی ہے۔ تحریک حکومت سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ ڈبلیو ٹی او کے تمام مذاکرات سے خود کو الگ کرتے ہوئے اپنی رکنیت ختم کردے اور ساتھ ساتھ دنیا بھر کے ممالک کے ساتھ اس ادارے کو بند کرنے کے لیے پیش رفت کرے۔ تحریک مطالبہ کرتی ہے کہ حکومت کسان مزدور اور عوام دشمن پالیسیوں کو ترک کرتے ہوئے عالمی سامراجیت کے شکنجے سے نجات حاصل کرے تاکہ خودمختاری کی منزل حاصل کی جاسکے۔

مظاہرے میں شریک سکھر، گھوٹکی، شکارپور اور خیرپور کے کسانوں اور مزدوروں نے کسانوں کا قاتل ڈبلیو ٹی او کو زراعت سے باہر نکالو، سامراجیت نا منظور، خوراک کی خودمختاری کے نعرے لگائے۔

سیڈ بینک

ہمارے خطے میں زراعت صدیوں پرانی ہے اور یہ ایسی روایت ہے جس سے لوگوں کی زندگیاں جڑی ہوئی ہیں۔ لیکن اس زرعی ملک میں اس پیشے سے وابستہ ہونے کے باوجود کسانوں کے پاس اپنا دیسی بیج نہیں ہے۔ غربت اور بھوک کے خاتمہ کے دعوے داروں نے زرعی پیداوار میں اضافہ غذائیت سے بھرپور مناسب خوراک کی فراہمی کے نام پر جینیاتی اور ہائبرڈ بیجوں کو فروغ دے کر کسانوں کو دھوکہ دیا جس کی وجہ سے آج ہم اپنے دیسی بیجوں اور صاف خوراک سے محروم ہیں۔ کسانوں کو اس دھوکے اور محرومیت سے نکالنے کے لیے روٹس فار ایکوٹی اور پی کے ایم ٹی 2011 سے اب تک روایتی بیجوں کی کاشت اور اس بیج کو کسانوں میں مفت تقسیم کرنے میں کوشاں ہے۔ اس حوالے سے روٹس فار ایکوٹی نے دیسی بیجوں کے فروغ کے لیے انتہائی لگن کے ساتھ ضلع گھوٹکی میں دو ایکڑ پر سبزیاں اور ضلع ملتان میں ساڑھے تین ایکڑ زمین پر چاول کی فصل اور مختلف اقسام کی سبزیاں کاشت کیں۔ تمام فصلیں پائیدار زراعت کے طریقوں پر کاشت کی گئیں ہیں۔ چاول کی کاشت سے پہلے اسی زمین پر جنتر کاشت کیا گیا تھا۔ جنتر اگا کر اس پر ہل چلایا گیا تاکہ زمین کی زرخیزی بحال کی جاسکے۔ اس کے بعد آبپاشی کے ذریعے فصل کو گوبر دیا گیا۔ ضلع ملتان میں 3.5 ایکڑ پر چاول کی 10 اقسام لگائی گئی جس میں 27 من فی ایکڑ اوسط پیداوار حاصل ہوئی۔

ضلع ملتان میں ساڑھے تین ایکڑ زمین پر کاشت کی جانے والی چاول کی 10 اقسام اور ان سے حاصل ہونے والی پیداوار کی تفصیلات درج ذیل ہے۔

نمبر	بیج کی قسم	کوڈ	نسل	رقبہ	بیج کی مقدار	پیداوار
1	کائنات	RRT-1	5	2 کنال، 10 مرلہ	1 کلو، 875 گرام	11 من، 36 کلو
2	اری (IRRI)	RRT-2	5	2 کنال	1.5 کلو	4 من، 24 کلو
3	سپر کرنل (چاچا اصغر)	RRT-3	2	2 کنال	1.5 کلو	8 من، 26 کلو
4	سپر کرنل (علی نواز جاپانی)	RRT-4	5	3 کنال، 5 مرلہ	2 کلو، 437 گرام	15 من، 24 کلو
5	سپر کرنل (حاجی بشیر)	RRT-5	2	2 کنال	1.5 کلوگرام	5 من، 27 کلو
6	سدا گلاب	RRT-6	2	3 کنال، 10 مرلہ	2 کلو، 625 گرام	3 من، 14 کلو
7	بوئن دار (روی)	RRT-7	2	3 کنال، 10 مرلہ	2 کلو، 625 گرام	7 من، 30 کلو
8	باسمتی-85	RRT-8	2	2 کنال، 13 مرلہ	1 کلو، 988 گرام	11 من، 36 کلو
9	رتڑیو	RRT-9	2	2 کنال، 13 مرلہ	1 کلو، 988 گرام	6 من، 20 کلو
10	اشفاق احمد (سکھر)	RRT-10	2	2 کنال، 13 مرلہ	1 کلو، 988 گرام	6 من، 28 کلو
کل مقدار۔ 20 کلو، 26 گرام				کل پیداوار۔ 82 من، 25 کلوگرام		

گھوٹکی میں دو ایکڑ پر چاول کی کاشت نہیں کی جاسکی کیونکہ سندھ حکومت نے چاول کی کاشت پر پابندی لگائی ہے۔ اس زمین پر سبزیاں کاشت کی گئیں جس میں کدو، بھنڈی، توری، لوکی، مونگی، ٹنڈہ، مکئی، جوار، جنتر وغیرہ پائیدار طریقے سے کاشت کی گئی اور اس کی بیماری کے تدارک کے لیے دیسی ادویات کا استعمال کیا گیا جو بہت مثبت رہا۔ گھوٹکی کے کسانوں نے اس عمل کو سراہا۔

ضلع گھوٹکی میں دو ایکڑ زمین پر کاشت کی جانے والی سبزیوں اور پیداوار کی تفصیلات درج ذیل ہیں:

نمبر	سبزی کا نام	رقبہ	بیج کی مقدار	پیداوار
1	بھنڈی پشاور	8 مرلہ	110 گرام	1 کلو 256 گرام
2	بھنڈی بدین	8 مرلہ	100 گرام	468 گرام
3	بھنڈی انڈین	8 مرلہ	100 گرام	128 گرام
4	سفید توری	5 مرلہ	100 گرام	476 گرام
5	کالی توری	10 مرلہ	200 گرام	874 گرام
6	کاٹھ توری سندھ	19 مرلہ	462 گرام	4 کلو 900 گرام
7	ٹنڈا	1 کنال 14 مرلہ	810 گرام	934 گرام
8	سفید مکئی (اسلم ساہیوال)	10 مرلہ	1 کلو 500 گرام	4 کلو 80 گرام
9	سفید مکئی (ساہیوال)	1 کنال	2 کلوگرام	6 کلو 340 گرام
10	جوار	5 مرلہ	600 گرام	2 کلو 610 گرام
11	جوار (گھوٹکی)	1 کنال	4 کلوگرام	34 کلوگرام
12	مونگی	3 کنال	3 کلوگرام	20 کلوگرام
13	ساوک	2 کنال	1 کلوگرام	14 کلوگرام
14	کدو	2 کنال	960 گرام	10 کلوگرام
15	جنتر	1 کنال	8 کلوگرام	41 کلوگرام

کل رقبہ 15 کنال 7 مرلہ کل پیداوار 141 کلو 66 گرام

پاکستان کسان مزدور تحریک سمجھتی ہے کہ بیج کسان کی لاکھوں سال کی جستجو اور محنت کا پھل ہے، بیج کسان کی ملکیت اور پہچان ہے۔ بیج ہی کسان کا وسیلہ روزگار اور خوراک کی خودمختاری کا ضامن ہے۔ بھوک، قحط، موسمی تباہی اور ماحولیاتی آلودگی، غیرملکی کمپنیوں کی اجارہ داری سے نجات کا ایک اہم راستہ ہے کہ ہم اپنے دیسی بیج کاشت کریں۔ صاف خوراک کھائیں اور بیماریوں سے نجات پائیں۔

پاکستان بھر کے کسان بھائیوں سے درخواست ہے اگر ان کے پاس دیسی بیج ہے تو ہمیں بتائیں تاکہ روٹس فار ایکوٹی اور پاکستان کسان مزدور تحریک کے دوست اس بیج کو بڑھا کر مزید کسانوں میں مفت تقسیم کرسکیں اور اگر کسی کسان بھائی کو دیسی چاول کی 10، گندم کی 23 اقسام کے بیجوں کی ضرورت ہے تو وہ روٹس فار ایکوٹی سے تھوڑی مقدار میں بیج بلا معاوضہ حاصل کرسکتے ہیں۔

پی کے ایم ٹی کی ششماہی سرگرمیاں (جولائی تا دسمبر 2015)

پاکستان کسان مزدور تحریک کسانوں سے جڑے مسائل کو سمجھنے اور کسانوں کے ساتھ بات چیت کو بڑھانے کے حوالے سے ملک بھر کے منتخب اضلاع میں تربیتی پرگراموں کے ساتھ ساتھ روایتی زراعت کے فوائد اور جدید زراعت کے نقصانات سے آگاہی فراہم کرنے کے لیے کسان آبادیوں کے ساتھ مشاورت کے عمل میں ہے تاکہ کسان آبادیاں حکومتی اور عالمی پالیسوں کے خلاف آگاہی اور حقوق کی جدوجہد کے لیے تیار ہوں سکیں۔ جولائی تا دسمبر، 2015 تک اس حوالے سے مندرجہ ذیل سرگرمیاں سرانجام دی گئیں:

مرکزی رابطہ کار اور سیکرٹری پی کے ایم ٹی کا دورہ

جولائی و ستمبر میں مرکزی رابطہ کار اور سیکرٹری پی کے ایم ٹی نے صوبہ خیبر پختون خواہ اور سندھ کا دورہ کیا۔ دورے کا مقصد پی کے ایم ٹی کی ممبرشپ ڈرائیو (ممبر سازی مہم) اور آئندہ کے لائحہ عمل پر تبادلہ خیال اور ضلعوں میں آنے والے مسائل پر گفتگو ہوئی۔ اس سلسلے میں 23 سے 27 جولائی تک خیبر پختون خواہ کے اضلاع مانسہرہ، ہری پور، چارسدہ، لوئر دیر اور پشاور کا دورہ کیا گیا جبکہ 15 ستمبر، 2015 کو صوبہ سندھ کے اضلاع بدین، ٹنڈو محمد خان، خیرپور، شکارپور اور گھوٹکی کا دورہ کیا گیا۔

عوامی آگہی پروگرام برائے پائیدار زراعت

پی کے ایم ٹی کے تحت منتخب اضلاع میں عوامی آگہی پروگرام برائے پائیدار زراعت کے تحت عورتوں کے لیے سیشن منعقد کیے گئے جس میں ضلع گھوٹکی میں 22 اور ضلع شکارپور میں 19 عورتوں نے شرکت کی۔

دیہی عورتوں کا عالمی دن

دیہی عورتوں کے عالمی دن 15 اکتوبر، 2015 کے موقع پر پی کے ایم ٹی اور روٹس فار ایکوٹی کے تحت ضلع ٹنڈو محمد خان میں ایک تقریب منعقد کی گئی جس میں ضلع ٹنڈو محمد خان کے مختلف دیہاتوں سے 57 عورتوں نے شرکت کی۔ پروگرام کا موضوع پائیدار زراعت اور دیہی عورتیں تھیں جس کی تفصیل صفحہ 8 میں درج ہے۔

صوبائی اجلاس

صوبہ سندھ اور پنجاب کے اجلاس کی طرح صوبہ خیبر پختون خواہ کا تیسرا صوبائی اجلاس 15 اکتوبر، 2015 کو ضلع ہری پور میں منعقد ہوا۔ اجلاس کا مقصد صوبائی سطح پر ممبران کو ایک پلیٹ فارم میں جمع کرنا تھا۔ اجلاس کی تفصیلات صفحہ 4 میں ملاحظہ فرمائیں۔

احتجاجی ریلی

ہر سال کی طرح اس سال بھی پی کے ایم ٹی اور روٹس فار ایکوٹی نے خوراک کے عالمی دن کو بھوک کا عالمی دن قرار دیتے ہوئے ہری پور، خیبر پختون خواہ اور سکھر، سندھ میں ایک احتجاجی ریلی کا اہتمام کیا جس کی پریس ریلز صفحہ 7 درج ہے۔ ڈبلیو ٹی او کا دسواں وزراتی اجلاس کینیا کے شہر نیروبی میں منعقد ہوا۔ صوبہ سندھ کے تین اضلاع (شکارپور، خیرپور، گھوٹکی) کے ممبران نے ڈبلیو ٹی او کے خلاف سکھر پریس کلب کے سامنے 15 دسمبر، 2015 کو احتجاجی مظاہرہ کیا جس کی پریس ریلز صفحہ 9 پر درج ہے۔

پی کے ایم ٹی کا سالانہ اجلاس

ہر سال کی طرح اس سال بھی پی کے ایم ٹی کا سالانہ اجلاس جوش وخروش سے منعقد کیا گیا۔ اجلاس میں مختلف اضلاع سے ممبران نے شرکت کی۔ اجلاس کی تفصیلات صفحہ 3 پر ملاحظہ فرمائیں۔

پاکستان کسان مزدور تحریک کا تعارف

پاکستان کسان مزدور تحریک (پی کے ایم ٹی) ملک کے چھوٹے اور بے زمین کسان مزدوروں پر مشتمل ایک تنظیم ہے۔ تنظیم نے اگرچہ پی کے ایم ٹی کا نام 2010 میں اختیار کیا لیکن بحیثیت کسان مزدور تنظیم یہ 2008 سے سرگرم عمل ہے۔ 2008 میں تنظیم پاکستان کسان سنگت کے نام سے جانی جاتی تھی۔ اس کے اہم اہداف میں زراعت اور زرعی مسائل کے بارے میں عوامی بیداری، پائیدار زراعت اور خوراک کی خودمختاری شامل ہے۔

پی کے ایم ٹی کی اہم ذمہ داریوں میں ملک کے چھوٹے اور بے زمین کسان مزدوروں کے لیے حقوق، خوراک کی خودمختاری اور پائیدار زراعت کے موضوعات پر تفصیلی تربیتی پروگرام شامل ہیں۔ پی کے ایم ٹی میں فیصلہ سازی کور گروپ (مرکزی گروپ) کے ذریعے کی جاتی ہے اور تنظیمی ڈھانچے کے لیے تحریک کے ممبران عہدیداروں کا انتخاب کرتے ہیں جس میں مرکزی رابطہ کار، صوبائی رابطہ کار اور ضلعی رابطہ کار شامل ہیں۔

تحریک کے بنیادی اصول

پی کے ایم ٹی مذہب، رنگ، نسل، علاقائی اور لسانی تعصب سے بالاتر ہوکر مندرجہ ذیل اصولوں پر منظم ہونے کا عزم رکھتی ہے:

1۔ کسانوں بالخصوص کسان عورتوں کے حقوق۔
2۔ خوراک کی خودمختاری۔
3۔ موسمی انصاف۔
4۔ پیداواری وسائل تک اختیار اور رسائی۔
5۔ اتحاد، یکجہتی اور جدوجہد۔